عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰه عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ « لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ صَاحِبُ مَكْسٍ يَعْنِي الْعَشَّارَ»

مسلمانوں سے وصول کئے جانے والے

ٹیکس کی شرعی حیثیت

((عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ صَاحِبُ مَكْسٍ يَعْنِي الْعَشَّارَ))

(سنن الترمذی، ج:۳، ص:۳۰، رقم:۵۷۴۔ مسند احمد، ج:۳۵، ص:۱۶۶، رقم:۱۶۶۵۶)

”حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ صاحب مکس (یعنی ٹیکس وصول کرنے والا) جنت میں داخل نہیں ہو گا یعنی دسواں حصہ لینے والا“۔

مسلمانوں سے وصول کئے جانے والے ٹیکس کی شرعی حیثیت

جمع وترتیب

شیخ ابو یاسر السندی حفظہ اللہ

انٹرنیٹ ایڈیشن:

مسلم ورلڈ ڈیٹا پروسیسنگ پاکستان

http://www.muwahideen.co.nr

http://www.tawhed.co.nr

فہرست

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مسلمانوں سے وصول کئے جانے والے ٹیکس کی شرعی حیثیت

”اچھے شہری کے اوصاف میں سے ایک یہ بھی ہے کہ وہ ٹیکس پورا پورا ادا کرتا ہے...! کیا آپ پورا پورا ٹیکس ادا کرتے ہیں...؟ کیا آپ ٹیکس چوری نہیں کرتے...؟ ٹیکس چوری کرنا ایک خیانت ہے...!“

یہ وہ جملے ہیں جو کہ معاشرے میں عام لوگوں کے علاوہ اکثر اہل علم اور دانشور حضرات بھی اپنی گفتگوؤں، بیانات اور دروس میں بلا جھجک استعمال کرتے ہیں اور عوام الناس کی دیانت داری کو بھی ٹیکس کی ادائیگی سے ہی جانچتے ہیں۔ اسی طرح بعض حضرات یہ کہتے ہیں عہد نبوی ﷺ میں چونکہ ملی و قومی ضروریات محدود تھیں اور آج کے جدید دور میں قومی و حکومتی اخراجات بڑھ گئے ہیں لہٰذا ایک اسلامی حکومت عصر حاضر کے تقاضوں کے مطابق زکوۃ وصول کرنے کے علاوہ نئے نئے ٹیکس بھی لگا سکتی ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ حکومت اگر اسلامی ہو تو اس کے فرائض میں یہ بات شامل ہے کہ وہ لوگوں کے اموال ظاہرہ میں سے مختلف اشیاء مثلاً اموال تجارت، زراعت، جانوروں اور معدنیات وغیرہ پر شریعت کی مقرر کردہ شرح کے مطابق وصول کرے اور یہ زکوۃ بیت المال میں جمع کی جائے اور اس کو عوام الناس کی فلاح و بہبود پر خرچ کیا جائے، باقی اموال باطنہ میں زکوۃ کا معاملہ عوام الناس پر چھوڑ دیا گیا کہ وہ خود اس کی زکوۃ ادا کریں۔

یہ امر بھی پیش نظر رہے کہ ٹیکس آمدنی پر وصول کئے جاتے ہیں جس میں اس بات کی کوئی تمیز نہیں رکھی جاتی کہ ٹیکس ادا کرنے والے کی آمدنی اس کی ضروریات کو پورا کر پا رہی ہیں یا نہیں یا کہیں وہ خود مستحق زکوۃ تو نہیں۔ لہٰذا موجودہ صورتحال میں یکطرفہ تماشہ یہ ہے کہ مختلف حکومتیں ملکی و قومی ضروریات کو پورا کرنے کے نام پر (زکوۃ کی وصولی کے علاوہ) مختلف ٹیکس مختلف طریقوں کے ذریعے

عوام الناس سے وصول کرنے پر مصر ہیں جن میں بلاواسطہ یا براہ راست(Direct) ٹیکس بھی ہیں مثلاً انکم ٹیکس ، پراپرٹی ٹیکس اور دولت ٹیکس وغیرہ ،اور بالواسطہ(Indirect) ٹیکس بھی شامل ہیں مثلاً سیلز ٹیکس، ایکسائز ٹیکس جو کہ وصول تو کئے جاتے ہیں صنعت کار اور تاجروں سے لیکن ظاہر ہے ان کا اصل بوجھ عام آدمی پر ہی پڑتا ہے اور فی زمانہ یہ دوسرے قسم کے ٹیکس ہی حکومت کی سب سے بڑی آمدنی کا ذریعہ ہیں۔ لہٰذا حقیقت حال یہ ہے کہ عوام الناس کی فلاح و بہبود کے نام پر جو ٹیکس لئے جاتے ہیں انہیں ٹیکسوں کی وجہ سے عوام الناس کا عرصۂ حیات تنگ ہوتا جارہا ہے اور معاشرہ معاشی طور پر تباہی وبربادی کی طرف بڑھ رہا ہے۔

زندگی کے انفرادی واجتماعی معاملات میں کسی بھی قسم کوئی مسئلہ درپیش آئے تو اس کے بارے میں فیصلہ کرنے کے لئے فقہائے امت کے ہاں جو اصول متفقہ طور معین ہے، وہ یہ کہ ہر مسئلہ میں یہ دیکھا جائے کہ قرآن وحدیث کی روشنی میں سلف وصالحین نے اس کا ''شرعی حکم'' کیا بیان کیا ہے؟ لہٰذا ضرورت اس بات کی ہے کہ ''ٹیکس'' کے بارے میں بھی یہ واضح کیا جائے کہ قرآن وحدیث کی روشنی میں اس کا شرعی حکم کیا ہے؟

ٹیکس کی تعریف

عربی زبان میں ٹیکس کو ''مکس'' کہا جاتا ہے اور ٹیکس وصول کرنے والے کو ماکس یا عشار کہا جاتا ہے۔ امام نووی رحمہ اللہ ٹیکس کی تعریف میں فرماتے ہیں:

((قَالَ أَهْلُ اللُّغَةِ:الْمُمَاكَسَةُ:هِيَ الْمُكَالَمَةُ فِي النَّقْصِ مِنَ الثَّمَنِ، وَأَصْلُهَا النَّقْصُ، وَمِنْهُ مَكْسُ الظَّالِمِ ، وَهُوَ مَا يَنْتَقِصُهُ وَيَأْخُذُهُ مِنْ أَمْوَالِ النَّاسِ))

''اہل لغت نے فرمایا کہ مماکسہ ، یہ بات چیت کرنا ہے مال کم کرنے کے لئے اور اسی سے ظالمانہ ٹیکس مراد جو لوگوں سے ان کا مال کم کرے اور ان سے لے لے''۔

(شرح النووی علی صحیح مسلم ،ج:۵ص:۴۷۱)

((وَفِي شَرْحِ السُّنَّةِ: أَرَادَ بِصَاحِبِ الْمَكْسِ الَّذِي يَأْخُذ مِنْ التُّجَّار إِذَا مَرُّوا مَكْسًا بِاسْمِ الْعُشْر))

''ٹیکس لینے والے سے مراد وہ شخص ہے جو چنگی سے گزرنے والے تاجروں سے ''عشر'' کے نام پر ٹیکس وصول کرے''۔

(عون المعبود،ج:٦ص:٤١٢)

صاحب نیل الاوطار فرماتے ہیں:

''(صَاحِبُ مَكْسٍ) بِفَتْحِ الْمِيمِ وَسُكُونِ الْكَافِ بَعْدَهَا مُهْمَلَةٌ :هُوَ مَنْ يَتَوَلَّى الضَّرَائِبَ الَّتِي تُؤْخَذُ مِنْ النَّاسِ بِغَيْرِ حَقٍّ۔ قَالَ فِي الْقَامُوسِ: مَكَسَ فِي الْبَيْعِ يَمْكِسُ إذَا جَبَى مَالًا وَالْمَكْسُ: النَّقْصُ وَالظُّلْمُ ، وَدَرَاهِمُ كَانَتْ تُؤْخَذُ مِنْ بَائِعِي السِّلَعِ فِي الأَسْوَاقِ فِي الْجَاهِلِيَّةِ أَوْ دِرْهَمٌ كَانَ يَأْخُذُهُ الْمُصَدِّقُ بَعْدَ فَرَاغِهِ مِنْ الصَّدَقَةِ انْتَهَى

''ٹیکس (میم کے فتح اور کاف کے سکون کے ساتھ) یہ ہے کہ متولی بنے اس دسویں حصے کا جو لیتا ہے لوگوں سے ناحق۔ قاموس میں فرماتے ہیں کہ تجارت میں مکس یہ ہے کہ ٹیکس لگائے ان پر جب مال وصول کرے، اور ٹیکس دراصل کمی کرنا اور ظلم کرنا ہے، اور ٹیکس دراصل وہ دراہم ہیں جو لیئے جاتے تھے بیچنے والے کے سامان سے بازاروں میں زمانۂ جاہلیت میں، یا وہ درہم ہے جس کو صدقہ لینے والا جو پورا صدقہ لینے سے فارغ ہونے کے بعد وصول کرتا تھا''۔

(نیل الأوطار،ج:١١ص٢٥١)

''(والعشار) بالتشديد أى المكاس ويقال العاشر والعشور المكوس وهذا وعيد شديد يفيد أن المكس من أكبر الكبائر وأفجر الفجور ووجه استثنائهما أن الزانية سعت فى إفساد الإنسان واختلاط المياه والمكاس قد قهر الخلق بأخذ ما ليس عليهم جبرا''

"اور "عشار" تشدید کے ساتھ یعنی مکاس اور اس کو عاشور اور عشور المکوس بھی کہا جاتا ہے، اور یہ شدید وعید فائدہ دیتی ہے کہ (مسلمانوں سے) ٹیکس لینا اکبر الکبائر اور بدترین گناہوں میں سے ہے اور ان دونوں (یعنی زانیہ اور عشار) کے استثناء کی وجہ یہ ہے کہ زانیہ انسان کو خراب کرنے اور نسب کے اختلاط کی کوشش کرتی ہے اور مکاس (ٹیکس لینے والا) تحقیق مخلوق پر ان کے مال میں جبراً ظلم کرتا ہے وہ چیز (یعنی ٹیکس) لگاکر جو ان پر عائد نہیں ہے"۔

(فیض القدیر، ج:۲ص۳۸۱)

ٹیکس مسلمانوں پر نہیں صرف کافروں پر ہے

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّمَا الْعُشُورُ عَلَى الْيَهُودِ وَالنَّصَارَى وَلَيْسَ عَلَى الْمُسْلِمِينَ عُشُورٌ))

"دسواں حصہ (مال تجارت کا ٹیکس) صرف یہود و نصاریٰ پر ہے مسلمانوں پر نہیں"۔

(سنن ابی داود، ج:۸، ص:۲۶۷رقم:۲۶۴۹۔ سنن الترمذی، ج:۳، ص:۳۰، رقم:۵۷۴۔ مسند احمد، ج:۳۲، ص:۵۹، رقم:۱۵۳۳۲۔ مصنف ابن ابی شیبہ، ج:۳، ص:۸۷۔ السنن الکبریٰ البیہقی، ج:۹، ص:۱۹۹)

((قال رسول اللہ ﷺ ثم لیس علی المسلمین عشور،انما العشور علی أهل الذمة))

"رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مسلمانوں پر ٹیکس نہیں ہے، ٹیکس صرف ذمیوں پر ہے"۔

(شرح معانی الآثار، ج:۲ص:۳۱)

((عَنْ عَطَاءٍ يَعْنِي ابْنَ السَّائِبِ عَنْ رَجُلٍ مِنْ بَكْرِ بْنِ وَائِلٍ عَنْ خَالِهِ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَعْشِرُ قَوْمِي قَالَ إِنَّمَا الْعُشُورُ عَلَى الْيَهُودِ وَالنَّصَارَى وَلَيْسَ عَلَى أَهْلِ الْإِسْلَامِ عُشُورٌ))

"بکر بن وائل کے ایک صاحب اپنے ماموں سے نقل کرتے ہیں ایک مرتبہ میں نے بارگاہ نبوت میں عرض کیا یارسول اللہ میں اپنی قوم سے ٹیکس وصول کرتا ہوں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ٹیکس تو یہود ونصاری پر ہوتا ہے مسلمانوں پر کوئی ٹیکس نہیں ہے۔"

(سنن ابی داؤد ،ج:۸،ص:۲۸۸، رقم:۲۶۵۰۔مسند احمد،ج:۳۲،ص:۵۹، رقم:۱۵۳۳۲)

((حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْبَزَّازُ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ السَّلَامِ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ عَنْ حَرْبِ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَيْرٍ الثَّقَفِيِّ عَنْ جَدِّهِ رَجُلٍ مِنْ بَنِي تَغْلِبَ قَالَ أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَسْلَمْتُ وَعَلَّمَنِي الْإِسْلَامَ وَعَلَّمَنِي كَيْفَ آخُذُ الصَّدَقَةَ مِنْ قَوْمِي مِمَّنْ أَسْلَمَ ثُمَّ رَجَعْتُ إِلَيْهِ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ كُلُّ مَا عَلَّمْتَنِي قَدْ حَفِظْتُهُ إِلَّا الصَّدَقَةَ أَفَأُعَشِّرُهُمْ قَالَ لَا إِنَّمَا الْعُشُورُ عَلَى النَّصَارَى وَالْيَهُودِ))

"حضرت حرب بن عبید اللہ سے روایت ہے کہ انہوں نے اپنے دادا سے سنا وہ کہتے تھے کہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اسلام قبول کیا۔ پس آپ نے مجھے اسلام کی تعلیم دی اور یہ بھی بتایا کہ میں اپنی قوم کے ان لوگوں سے جو مسلمان ہو جائیں کس حساب سے صدقہ وصول کیا کروں۔ (کچھ عرصے بعد دوبارہ) میں لوٹ کر آپ ﷺ کے پاس گیا اور عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! آپ نے جو کچھ مجھے سکھایا تھا وہ مجھے یاد ہے۔ بس صدقہ کے متعلق یاد نہ رہا۔ کیا میں ان سے (مال تجارت میں سے) دسواں حصہ وصول کروں؟ آپ نے فرمایا نہیں! (مال تجارت میں سے) دسواں حصہ تو صرف یہود ونصاری پر ہے"۔

(سنن ابی داؤد ،ج:۸،ص:۲۸۹، رقم:۲۶۵۱)

((و حَدَّثَنِي عَنْ مَالِك عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ أَنَّهُ قَالَ كُنْتُ غُلَامًا عَامِلًا مَعَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ عَلَى سُوقِ الْمَدِينَةِ فِي زَمَانِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَكُنَّا نَأْخُذُ مِنْ النَّبَطِ الْعُشْرَ))

''سائب بن یزید سے روایت ہے کہ میں عامل تھا عبد اللہ بن عتبہ کے ساتھ مدینہ منورہ کے بازار میں ہم لیتے تھے نبط کے کفار سے (اُن کے مال سے) دسواں حصہ''۔

(موطا امام مالك ،ج:۲،ص:۳۱۹، رقم الحديث:۵۴۸)

ٹیکس لینے والا جنت میں نہیں جائے گا

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ صَاحِبُ مَكْسٍ يَعْنِي الْعَشَّارَ))

''حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ صاحب مکس (یعنی ٹیکس وصول کرنے والا) جنت میں داخل نہیں ہو گا یعنی دسواں حصہ لینے والا''۔

(السنن الدارمی،ج:۱ص:۲۸۴رقم الحديث:۱۶۶۶۔السنن البيهقی الكبریٰ ،ج:۷ص:۱۶رقم الحديث:۱۲۹۵۴۔سنن ابی داؤد،ج:۳ص:۱۳۲رقم الحديث:۲۹۳۷۔مسند احمد،ج:۴ص:۱۴۳۔مسند ابی يعلی،ج:۳ص:۲۹۳رقم الحديث:۱۷۵۶۔المعجم الكبير،ج:۱۷ص:۳۱۷رقم الحديث:۸۷۸۔ الترغيب والترهيب،ج:۱ص:۳۱۹رقم الحديث:۱۱۷۲)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ صَاحِبَ الْمَكْسِ فِي النَّارِ))

''صاحب مکس (ٹیکس وصول کرنے والا) جہنم میں ہو گا''۔

(المعجم الکبیر، ج:۵ص:۲۹رقم الحدیث:۴۴۹۳۔مسند احمد،ج:۴ص:۱۰۹۔مجمع الزوائد،ج:۳ص:۸۸)

((عن عبداللّٰہ بن عمرقال الشرط کلاب النار وقال عبد اللّٰہ ابن عمروصاحب المکس یعنی العشار یلقی فی النار))

''حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ سپاہی آگ کا کتا ہے اور حضرت عبد اللہ ابن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ٹیکس وصول کرنے والا یعنی (لوگوں کے مال تجارت سے) دسواں حصہ لینے والا دوزخ میں ڈالا جائے گا''۔

(الورع لابن حنبل،ج:۱ص:۹۳)

ٹیکس وصول کرنے والا حوضِ کوثر کے جام سے محروم

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ اعْتَذَرَ إِلَى أَخِيهِ بِمَعْذِرَةٍ فَلَمْ يَقْبَلْهَا كَانَ عَلَيْهِ مِثْلُ خَطِيئَةِ صَاحِبِ مَكْسٍ))

''حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے اپنے بھائی سے کسی غلطی پر معافی مانگی مگر اس نے اس کو قبول نہیں کیا تو اس پر صاحب مکس (ٹیکس وصول کرنے والے) کے مثل گناہ ہو گا''۔

(سنن ابن ماجۃ،ج:۲ص۱۲۲۵رقم الحدیث:۳۷۱۸۔المعجم الأوسط،ج:۸ص:۲۸۳رقم الحدیث:۸۶۴۴۔مصباح الزجاجۃ،ج:۴ص:۱۱۳۔الأحاد والمثانی،ج:۵ص:۱۷۵رقم الحدیث:۲۷۰۹۔المعجم الکبیر،ج:۲ص:۲۷۵ رقم الحدیث:۲۱۵۶)

دوسری احادیث میں یہ بات صراحت سے وارد ہوئی ہے کہ ایسا شخص جو کہ اپنے مسلمان بھائی کی طرف سے غلطی قبول کرنے اور معافی مانگنے پر بھی معاف نہ کرے وہ روز محشر میرے حوض کوثر پر نہ آئے۔

ٹیکس کا گناہ کسی صورت زنا سے کم نہیں

اسی طرح احادیث صحیحہ میں قبیلہ غامدیہ کی ایک شادی شدہ عورت کا زناء ہو جانے کے بعد توبہ کرنے کا ایمان افروز واقعہ موجود ہے۔ چناچہ جب اس عورت نے اپنے آپ کو سزا کے لئے رسول اللہ ﷺ کے سامنے پیش کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا جب بچہ کی پیدائش ہو جائے تو آجانا، جب بچہ پیدا ہوا تو وہ پھر چلی آئی تو آپ ﷺ نے پھر یہ کہہ لوٹا دیا جب یہ بچہ روٹی کھانے کے قابل ہو جائے تو آجانا چناچہ جب وہ بچہ روٹی کھانے کے قابل ہوا تو پھر وہ دوبارہ اس حال میں لوٹ آئی کہ اس کا بچہ روٹی کھا رہا تھا۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے اس کو سنگسار کرنے کا حکم جاری کیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس حکم نبوی کی تعمیل کی۔ اس دوران حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے کپڑوں پر اس کے خون کے چھینٹے آگئے جس پر ان کے منہ سے اس عورت کے بارے میں کچھ نامناسب الفاظ نکال آئے تو آپ ﷺ نے فرمایا:

((يَا خَالِدُ بْنَ الْوَلِيدِ لَا تَسُبَّهَا فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَقَدْ تَابَتْ تَوْبَةً لَوْ تَابَهَا صَاحِبُ مَكْسٍ لَغُفِرَ لَهُ فَأَمَرَ بِهَا فَصَلَّى عَلَيْهَا وَدُفِنَتْ))

''اے خالد ابن ولید! اس عورت کو برا بھلا مت کہو، اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے، اگر اس کی توبہ ٹیکس وصول کرنے والے پر ڈالی جائے تو اس کو بھی بخش دیا جائے۔ پھر اس کے بارے میں حکم دیا گیا پس اس کی نماز جنازہ پڑھائی گئی اور اس کو دفن کر دیا گیا''۔

(مسند أبي عوانة، ج:۴ص:۱۳۷رقم الحديث:۶۲۹۶۔ سنن الدارمي، ج:۲ص:۲۳۴۔ مجمع الزوائد، ج:۶ص:۲۵۲۔ سنن البيهقي الكبرى، ج:۴ص:۱۸رقم الحديث:۶۶۲۱۔ سنن ابي داود، ج:۴ص:۱۵۲رقم الحديث:۴۴۴۲۔ مسند احمد، ج:۵ص:۳۴۸)

ٹیکس لینے والے کی دعاء قبول نہیں

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((تفتح أبواب السماء نصف الليل فينادى مناد، هل من داع فيستجاب له، هل من سائل فيعطى، هل من مكروب فيفرج عنه، فلايبقى مسل يدعو بدعوة الاستجاب الله عزوجل الازانية تسعى بفرجها أوعشارا))

"جب نصف رات کو آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں، پس ایک منادی دینے والا نداء دیتا ہے کہ ہے کوئی مانگنے والا جس کی دعا قبول کی جائے، ہے کوئی سائل جس کو عطا کیا جائے، ہے کوئی پریشان حال پس اس کے لئے کشادگی کی جائے، پس نہیں باقی رہتا کوئی مسلمان دعا مانگنے والا مگر اللہ تعالیٰ اس کی دعا قبول کرلیتا ہے مگر زانیہ جو کہ اپنی طرف بلائے یا عشار (ٹیکس وصول کرنے والا)"۔

(الترغیب والترھیب، ج:۱ص:۳۲۰رقم الحدیث:۱۱۷۳)

((قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ قَالَ أَخْبَرَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ زَيْدٍ عَنِ الْحَسَنِ قَالَ مَرَّ عُثْمَانُ بْنُ أَبِي الْعَاصِ عَلَى كِلَابِ بْنِ أُمَيَّةَ وَهُوَ جَالِسٌ عَلَى مَجْلِسِ الْعَاشِرِ بِالْبَصْرَةِ فَقَالَ مَا يُجْلِسُكَ هَاهُنَا قَالَ اسْتَعْمَلَنِي هَذَا عَلَى هَذَا الْمَكَانِ يَعْنِي زِيَادًا فَقَالَ لَهُ عُثْمَانُ أَلَا أُحَدِّثُكَ حَدِيثًا سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَلَى فَقَالَ عُثْمَانُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ كَانَ لِدَاوُدَ نَبِيِّ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَام مِنْ اللَّيْلِ سَاعَةٌ يُوقِظُ فِيهَا أَهْلَهُ فَيَقُولُ يَا آلَ دَاوُدَ قُومُوا فَصَلُّوا فَإِنَّ هَذِهِ سَاعَةٌ يَسْتَجِيبُ اللَّهُ فِيهَا الدُّعَاءَ إِلَّا لِسَاحِرٍ أَوْ عَشَّارٍ فَرَكِبَ كِلَابُ بْنُ أُمَيَّةَ سَفِينَتَهُ فَأَتَى زِيَادًا فَاسْتَعْفَاهُ فَأَعْفَاهُ))

''حسن کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت عثمان بن ابی عاص کلاب بن امیہ کے پاس سے گذرے وہ بصرہ میں ایک عشر وصول کرنے والے کے پاس بیٹھے ہوئے تھے حضرت عثمان نے پوچھا کہ تم یہاں کیوں بیٹھے ہو؟ کلاب نے عرض کیا کہ زیاد نے مجھے اس جگہ کا ذمہ دار مقرر کر دیا انہوں نے فرمایا کہ میں تمہیں ایک حدیث نہ سناؤں جو میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے کلاب نے کہا کیوں نہیں فرمایا میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اللہ کے نبی حضرت داؤد علیہ السلام رات کے ایک مخصوص وقت میں اپنے اہل خانہ کو جگا کر فرماتے تھے اے آل داؤد اٹھو اور نماز پڑھو کہ اس وقت اللہ تعالیٰ دعا قبول فرماتا ہے سوائے جادوگر یا عشر وصول کرنے والے کے یہ سن کر کلاب بن امیہ اپنی کشتی پر سوار ہوئے اور زیاد کے پاس پہنچ کر استعفی دے دیا اس نے ان کا استعفی قبول کر لیا''۔

(مسند احمد، ج: ۳۳، ص: ۱۴، رقم: ۱۵۶۸۹)

((حدثنا ابو الربيع ثنا حماد بن زيد عن على بن زيد عن الحسن قال ثم بعث زياد كلاب بن امية على الأبلة فمر به عثمان بن أبي العاص رضي الله عنه فقال يا أبا هارون ما يقعدك هاهنا، قال بعثني هذا على الأبلة، فقال على المكس ثم قال ألا احدثك حديثا سمعته من رسول الله صلى الله عليه وسلم سمعت نبى الله صلى الله عليه وسلم يقول ان النبى الله داؤد كان يوقظ أهله ساعة من الليل فيقول يا آل داؤد قوموا فصلوا فان هذه الساعة يستجيب الله تعالىٰ فيها الدعاء الا لساحر أو عشار، قال فركب سفينته ثم جاء الى زياد فدخل عليه فقال ابعث على عملك من شئت))

''زیاد نے کلاب بن امیہ کو ابلہ کے مقام پر عامل (ٹیکس وصول کرنے والا) بنا کر بھیجا تو ان کے پاس سے حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ گزرے تو انہوں نے فرمایا کہ اے ابوہارون! تمہیں کس چیز نے یہاں بٹھایا تو کلاب بن امیہ نے کہا مجھے اس نے (زیاد) ابلہ پر بھیجا ہے۔ حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ ٹیکس وصول کرنے کے

لئے ؟پھر فرمایا کہ میں تمہیں ایک حدیث نہ سناؤں جو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ۔میں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ " اللہ کے نبی حضرت داؤد علیہ السلام اپنے گھر والوں کو رات کی ایک گھڑی میں جگاتے اور فرماتے کہ اے آل داؤد! کھڑے ہو اور نماز پڑھو اس لئے کہ اللہ تعالیٰ اس وقت دعاء کو قبول کرتا ہے سوائے جادوگر اور ٹیکس وصول کرنے والے کے "۔راوی کہتے ہیں کلاب بن امیہ اپنی سواری پر سوار ہوئے اور زیاد کے پاس آئے اور زیاد سے کہا کہ تم اپنے (اس)کام پر جس کو چاہو بھیج دو (میں یہ کام نہیں کر سکتا)"۔

(الأحاد والمثانی،ج:۳ص:۱۹۷)

جس بازار میں مسلمانوں سے ٹیکس لیا جاتا ہو تو وہ مسلمانوں کا بازار نہیں

((عَنْ أَبِي أُسَيْدٍأَنَّ أَبَا أُسَيْدٍ حَدَّثَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَهَبَ إِلَى سُوقِ النَّبِيطِ فَنَظَرَ إِلَيْهِ فَقَالَ لَيْسَ هَذَا لَكُمْ بِسُوقٍ ثُمَّ ذَهَبَ إِلَى سُوقٍ فَنَظَرَ إِلَيْهِ فَقَالَ لَيْسَ هَذَا لَكُمْ بِسُوقٍ ثُمَّ رَجَعَ إِلَى هَذَا السُّوقِ فَطَافَ فِيهِ ثُمَّ قَالَ هَذَا سُوقُكُمْ فَلَا يُنْتَقَصَنَّ وَلَا يُضْرَبَنَّ عَلَيْهِ خَرَاجٌ))

"ابن ابی اسید حضرت ابو اسید سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سوق النبیط (نامی بازار)میں گئے اور اس میں خریداری کا (حال) دیکھا تو فرمایا یہ بازار تمہارے لئے (موزوں نہیں) کیونکہ (یہاں دھوکہ بہت ہوتا ہے) پھر ایک اور بازار میں گئے اور وہاں بھی دیکھ بھال کی اور فرمایا یہ بازار بھی تمہارے لئے (موزوں) نہیں پھر اس بازار میں آئے اور چکر لگایا پھر فرمایا یہ ہے تمہارا بازار (یہاں خرید و فروخت کرو) یہاں لین دین میں کمی نہ کی جائے گی اور اس پر محصول (ٹیکس) مقرر نہ کیا جائے گا"۔

(سنن ابن ماجة، ج:٦، ص٤٨٩، رقم:٢٢٢٤۔الآحاد والمثانی لابن ابی عاصم، ج:٥ص:٣٢٨، رقم:١٦٨٩)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ٹیکس لینے سے برأت کا اعلان

((عَنْ مُسْلِمِ بْنِ يَسَارٍ ،قَالَ قُلْت لِابْنِ عُمَرَ ،أَكَانَ عُمَرُ يُعَشِّرُ الْمُسْلِمِينَ؟قَالَ :لَا))

"مسلم بن یسار سے روایت ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے کہا حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مسلمانوں سے عشر لیتے تھے، فرمایا(ایسا) نہیں"۔

(شرح معانی الآثار، ج:٢ص:٤٥٣)

((قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ:اللَّهُمَّ إِنَّ النَّاسَ يُحِلُّونِي ثَلَاثَ خِصَالٍ وَأَنَا أَبْرَأُ إِلَيْك مِنْهُنَّ: زَعَمُوا أَنِّي فَرَرْت مِنْ الطَّاعُونِ ، وَأَنَا أَبْرَأُ إِلَيْك مِنْ ذَلِكَ وَأَنِّي أَحْلَلْت لَهُمْ الطِّلَاءَ ، وَهُوَ الْخَمْرُ، وَأَنَا أَبْرَأُ إِلَيْك مِنْ ذَلِكَ وَأَنِّي أَحْلَلْت لَهُمْ الْمَكْسَ ، وَهُوَ النَّجِسُ، وَأَنَا أَبْرَأُ إِلَيْك مِنْ ذَلِكَ))

"حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے فرماتے تھے کہ اے اللہ! لوگ تین خصلتیں اختیار کئے ہوئے ہیں اور میں تیری طرف ان سے برأت کا اظہار کرتا ہوں، لوگوں نے گمان کیا کہ میں طاعون سے بھاگا ہوں اور میں برأت کرتا ہوں تیرے سامنے اس بات سے اور اس بات سے بھی کہ ان کے لئے میں نے طلاء کو حلال کیا حالانکہ وہ شراب ہے اور میں تیرے سامنے اس بات سے بھی برأت کرتا ہوں کہ میں نے ان کے لئے (مسلمانوں سے) ٹیکس (لینے) کو حلال کیا حالانکہ وہ نجس ہے"۔

(شرح معانی الآثار، ج:٥ص:٤٦٥)

نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کی ٹیکس لینے والوں پر لعنت

((عن عَمْرِو بن دِينَارٍ، أَنَّهُ صَحِبَ ابْنَ عُمَرَ فِي السَّفَرِ فَكَانَ إِذَا طَلَعَ سُهَيْلٌ، قَالَ: لَعَنَ اللَّهُ سُهَيْلا، فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُول: كَانَ عَشَّارًا، ويَغْصِبُهُمْ أَمْوَالَهُمْ، فَمَسَخَهُ اللَّهُ شِهَابًا، فَجَعَلَهُ حَيْثُ تَرَوْنَ))

''عمرو بن دینار رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں ایک سفر میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا تو جب سہیل (نامی ستارہ) نمودار ہوا تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ نے لعنت کی سہیل پر، پس میں نے سنا رسول اللہ ﷺ سے وہ فرما رہے تھے کہ (یہ) وہ (شخص تھا جو) علانیہ لوگوں سے ٹیکس لیتا تھا اور ان پر ظلم کرتا تھا اور ان کے مالوں کو غصب کرتا تھا پھر اللہ نے اس کو مسخ کر دیا جھلسا کر اور اس کو معلق کر دیا وہاں جہاں تم اس کو دیکھتے ہو''۔

(المعجم الکبیر للطبرانی، ج:۱۱، ص:۲۶۸، رقم:۵۵۵۔ المعجم الاوسط للطبرانی، ج:۱۵، ص:۳۹۶، رقم:۷۳۲۰۔ مجمع الزوائد، ج:۳ص:۸۸۔ الجامع الصغیر للسیوطی، ج:۱ص:۱۵۳)

((عَنْ عَلِيِّ بن أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَعَنَ اللَّهُ سُهَيْلا، ثَلاثَ مِرَارٍ، فَإِنَّهُ كَانَ يُعَشِّرُ النَّاسَ فِي الأَرْضِ فَمَسَخَهُ اللَّهُ شِهَابًا))

''حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ لعنت ہو اللہ کی سہیل پر تین دفعہ بے شک وہ لوگوں سے ٹیکس لینے والا تھا زمین پر پس اللہ نے اس کو مسخ کر دیا''۔

(المعجم الکبیر للطبرانی، ج:۱، ص:۸۹، رقم:۱۷۹۔ مجمع الزوائد، ج:۳ص:۸۸وفیہ جابر الجعفی وفیہ کثیر وقد وثقہ شعبۃؒ وسفیان الثوریؒ)

((عن ابي طفيل أن عليارضى الله عنه كان اذا رأى سهيلا سبه وقال انه كان عشاراظاهرا يبخس بين الناس بالظلم فمسخه الله شهابا))

''حضرت ابوطفیل سے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جب سہیل (نامی ستارے) کی طرف دیکھا تو اس کو برا بھلا کہا اور فرمایا کہ وہ علانیہ دسواں حصہ لینے والا تھا، کمی کرتا تھا لوگوں کے مال میں ظلم کرکے پس اللہ تعالیٰ نے مسخ کر دیا اس کو جھلسا کر''۔

(كنز العمال، ج:٧ص:١٣٩رقم:١٨٣٥٧۔العظمة، ج:٤ص:١٢١٦رقم:٦٨٩١٠)

((عن ابي طفيل قال قال رسول الله ﷺ لعن الله سهيلا كان عشارايعشر فى الأرض بالظلم فمسخه الله شهابا))

''ابوطفیل سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ نے لعنت کی سہیل پر، وہ ٹیکس لینے والا تھا دسواں حصہ لیتا تھا زمین میں ظلم کرکے پس اللہ تعالیٰ نے اس کو جھلسا کر مسخ کر دیا''۔

(العظمة، ج:٤ص:١٢١٧رقم الحديث:٦٩١٢١)

اللہ کی ایک نعمت... ٹیکس فری معاشرہ

((عَنْ سَعِيدِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ يَا مَعْشَرَ الْعَرَبِ احْمَدُوا اللَّهَ الَّذِي رَفَعَ عَنْكُمُ الْعُشُورَ))

''حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ آپ فرمارہے تھے اے گروہ عرب! اللہ کا شکر ادا کیا کرو کہ اس نے تم سے ٹیکس اٹھا دیئے''۔

(مسند احمد، ج:٤ص:٧٧رقم:١٥٦٦٦۔مسند ابی یعلی، ج:٢ص:٤٧١، رقم:٩٢٨۔مجمع الزوائد، ج:٣ص:٨٧)

ٹیکس لینے والے کے قتل کا حکم

((عَنْ مَالِكِ بْنِ عَتَاهِيَةَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِذَا لَقِيتُمْ عَاشِرًا فَاقْتُلُوهُ))

"حضرت مالک بن عتاھیہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے اگر تم ٹیکس وصول کرنے والے کو دیکھو تو اسے قتل کر دو"۔

(مسند احمد، ج:۳۷، ص:۵ رقم:۱۷۳۶۵۔ کنز العمال، ج:۶، ص:۸۳، رقم:۱۴۹۴۴)

((عن مالك بن عتاهية رضی اللہ عنہ قال سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم يقول اذا رأيتم عاشرا فاقتلوه يعنى بذلك الصدقة على غير حقها))

"حضرت مالک بن عتاہیہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ جب تم دیکھو ٹیکس لینے والے کو تو اسے قتل کر دو، یعنی وہ شخص جو کہ صدقہ لینے والا ہو لوگوں کے مال سے ناحق"۔

(مجمع الزوائد، ج:۳ ص:۸۷)

حضرت عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ کا دور خلافت اور ٹیکس

حضرت عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ جن کو عمر ثانی بھی کہا جاتا ہے اور سلف میں سے بعض ان کے دور خلافت کو خلافت راشدہ میں شمار کرتے ہیں۔ جب انہوں نے خلافت کا بار اٹھایا تو ان سے پہلے اموی خلفاء نے مسلمانوں پر مختلف چیزوں پر ٹیکس لگا رکھے تھے۔ آپ رحمہ اللہ نے فوراً تمام ٹیکس ختم کرنے کے احکامات جاری کر دیئے۔

((ان عمر بن عبد العزيز كتب الى عامل المدينة أن يضع المكس فانه ليس بالمكس البخس، قال الله تعالى ''وَلَا تَبْخَسُوا''))

''حضرت عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ نے مدینے کے عامل (گورنر) کو لکھا کہ (مسلمانوں پر سے) ٹیکس کو ختم کردو اس لئے کہ ٹیکس دراصل گھٹانا ہے اور اللہ تعالیٰ کا فرمان مبارک ہے کہ ''اور نہ گھٹاؤ (لوگوں کا مال)''۔

(المدونة الكبرى ج:٢ص:٢٧٩)

((عن محمد بن قيس قال لما ولى عمر بن عبد العزيزوضع المكس عن كل أرض ووضع الجزية عن كل مسلم))

''محمد بن قیس سے روایت ہے کہ فرمایا جب حضرت عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ خلیفہ بنے تو انہوں نے ٹیکس ختم کردیئے ہر زمین پر اور جزیہ بھی ہر مسلمان پر سے ختم کردیا''۔

(الطبقات الكبرى ج:٥ص:٣٤٥)

((أن عمربن عبد العزيزؒ كتب الى عامله عبد الله بن عون على فلسطين ان أركب الى البيت الذى يقال له المكس فأهدمه ثم أحمله الى البحر فأنسفه فى اليم))

''حضرت عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ نے اپنے عامل عبد اللہ بن عون کو لکھا جو فلسطین میں تھے کہ اُس گھر کے پاس جاؤ جس کو مکس (ٹیکس گھر) کہا جاتا ہے اور اس کو گرادو پھر اس کو سمندر میں بہادو''۔

(حلية الأولياء ج:٥ص:٣٠٦)

محدثین اور فقہاء کا ٹیکس اور اس کے وصول کرنے والے کے بارے میں فتاویٰ

امام طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''أَنَّ الْعُشْرَ الَّذِی كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَفَعَهُ عَنْ الْمُسْلِمِينَ، هُوَ الْعَشْرُ الَّذِی كَانَ يُؤْخَذُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ، وَهُوَ خِلَافُ الزَّكَاةِ، وَكَانُوا يُسَمُّونَهُ الْمَكْسَ''

''وہ عشر جس کو رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے مسلمانوں سے اٹھالیا تھا یہ وہ عشر تھا جس کو جاہلیت میں لیا جاتا تھا اور وہ زکوۃ کے خلاف ہے اور انہوں نے اس کا نام مکس رکھا تھا''۔

(شرح معانی الآثار، ج:۲ص:۴۵۳)

''أَنَّ الْمَكْس مِنْ أَقْبَح الْمَعَاصِي وَالذُّنُوب الْمُوبِقَات''

''بے شک مکس گناہوں میں بدترین گناہ اور ہلاک کرنے والے گناہوں میں سے ہے''۔

(شرح النووی علی صحیح مسلم، ج:۱۱ص:۲۰۳)

امام ابن الحجر الھیثمی رحمہ اللہ نے فرمایا:

''ٹیکس لینے والا خواہ وہ ٹیکس وصول کرنے والا ہو، خواہ وہ اس کے ساتھ لکھنے والا ہو، خواہ وہ اس کا گواہ ہو یا خواہ وہ اس کا ناپ تول کرنے والا ہو یہ سب ظالموں کے بڑے کارندے اور مددگار ہیں۔ بلکہ وہ خود بھی ظالم ہیں کیونکہ جس چیز کا وہ حق نہیں رکھتے وہ چھین کر اسے دیتے ہیں جو اسکا مستحق نہیں''۔

(اقتباس از فتویٰ ''کسٹم میں کام کرنے کے بارے میں شرعی حکم'' منبر التوحید والجہاد)

((صاحب مکس وهو من يأخذ من التجار اذامرو مكسا أيضريبة باسم العشر وفيه ان المكس أعظم الذنوب))

"صاحب مکس وہ ہے جو تاجروں سے لے ٹیکس عشر کے نام سے جب کہ تاجر اس کے پاس سے گذریں اور اسی سے معلوم ہوا کہ مکس (ٹیکس لینا) بڑے گناہوں میں سے ہے"۔

(شرح سنن ابن ماجه، ج:١ص:٢٦٤)

((حدثنا مالك بن دينارؒ قال دخلت على جار لى فى مرضه وكان عشارا فقال كلمنى راحم المساكين(ﷺ)فى المنام وقال ان ارحم المساكين غضبان عليك قال انك لست منى ولست منك))

"ہم سے مالک بن دینار رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں اپنے پڑوسی کے پاس اس کی بیماری کے زمانے میں گیا اور وہ ٹیکس لینے والا تھا۔ پس اس نے کہا کہ راحم المساکین (ﷺ) نے مجھ سے خواب میں کلام کیا اور فرمایا کہ ارحم المساکین (یعنی اللہ) تجھ پر غضبناک ہے اور فرمایا کہ بے شک تم نہ مجھ سے ہو اور نہ میں تجھ سے"۔

(كتاب الزهد لابن أبي عاصم، ج:١ص:٣٢٦)

((قال الغزالى:مهما رأيت إنسانا يسىء الظن بالناس طالبا للعيوب فاعلم أنه خبيث فى الباطن وأن ذلك خبث يترشح منه وإنما يرى غيره من حيث هو فإن المؤمن يطلب المعاذير والمنافق يطلب العيوب والمؤمن سليم الصدر فى حق الكافة، وفيه إيذان بعظم جرم المكس فإنه من الجرائم العظام))

"امام غزالی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے بہت سے انسانوں کو دیکھا ہے لوگوں کے بارے میں بُرا گمان کرنے رکھنے والا اور عیوب کی تلاش میں رہتا ہے۔ پس جان لو کہ اس کے باطن میں خبث ہے اور یہ خبث ظاہر ہوتا ہے اس سے جب وہ اپنے علاوہ کو اس جگہ دیکھتا ہے جس جگہ وہ خود ہے۔ پس مومن (اچھا گمان رکھنے کے) بہانے تلاش کرتا ہے اور

منافق عیوب تلاش کرتا ہے اور مومن سلیم الصدر ہوتا ہے اور اس میں اعلان ہے ٹیکس کے جرم کے عظیم ہونے کا پس بے شک وہ بڑے گناہوں میں سے ہے"۔

(فیض القدیر، ج:٦ص:٧٣)

((قال البغوی یریدبصاحب المکس الذی یأخذ من التجار اذا مروا علیه مکسا باسم العشر،قال الحافظ أما الآن فانهم یأخذون مکسا باسم العشر ومکوسا أخر لیس لهااسم بل شیء یأخذونه حراما وسحتا ویأکلونه فی بطونهم نارا حجتهم فیه داحضة ثم ربهم وعلیهم غضب ولهم عذاب شدید))

"امام بغوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ صاحب مکس سے مراد وہ ہے جو تاجروں سے لیتا ہے ٹیکس عشر کے نام سے۔حافظ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ بہر حال اس زمانے میں وہ ٹیکس عشر کے نام سے لیتے ہیں اور اس کے علاوہ دوسرے دوسرے ٹیکس بھی جس کا کوئی نام نہیں ہے ۔دراصل جو چیز وہ لیتے ہیں حرام اور "رشوت" ہے اور اپنے پیٹوں میں آگ بھڑکاتے ہیں اور اس(ٹیکس لینے کے)معاملے میں ان کی دلیل باطل ہے پھر اِن پر ان کے رب کا غصہ ہے اور ان کے لئے شدید عذاب ہے"۔

(الترغیب والترهیب،ج:اص:٣٢٠، رقم ١١٧٢)

''عَنْ حَرْبِ بْنِ عُبَیْدِ اللَّهِ،عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَخْوَالِهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اسْتَعْمَلَهُ عَلَى الصَّدَقَةِ، وَعَلَّمَهُ الْإِسْلَامَ ، وَأَخْبَرَهُ بِمَا یَأْخُذُ فَقَالَ:یَا رَسُولَ اللَّهِ کُلُّ الْإِسْلَامِ قَدْ عَلِمْته إِلَّا الصَّدَقَةَ،أَفَأُعَشِّرُ الْمُسْلِمِینَ؟فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا یُعَشَّرُ الْیَهُودِوَالنَّصَارَى)فَفِی هَذَا الْحَدِیثِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَهُ عَلَى الصَّدَقَةِ، وَأَمَرَهُ أَنْ لَا یُعَشِّرَ الْمُسْلِمِینَ، وَقَالَ لَهُ:إِنَّمَا الْعُشُورُ عَلَى الْیَهُودِ وَالنَّصَارَى ـ فَدَلَّ ذَلِكَ أَنَّ الْعُشُورَ الْمَرْفُوعَةَ عَنْ الْمُسْلِمِینَ ، هِیَ خِلَافُ الزَّکَاةِ''

”حرب بن عبد اللہ سے روایت کرتے ہیں اپنے ماموں زاد بھائیوں میں سے کسی سے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کو عامل بنایا صدقہ پر اور ان کو اسلام کی تعلیمات سکھائیں اور ان کو خبر دی کہ ان کو کیا لینا ہے۔ پس انہوں نے کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ! تمام اسلام کی باتیں آپ نے ہمیں سکھلا دیں سوائے صدقہ کے۔ کیا میں مسلمانوں سے عشر لوں؟ پس کہا رسول اللہ ﷺ نے، عشر (تجارتی ٹیکس) صرف یہود و نصاریٰ سے لیا جاتا ہے۔ پس اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے صدقہ پر ترغیب دی اور ان کو حکم دیا کہ وہ مسلمانوں سے عشر (ٹیکس) نہ لیں اور ان سے فرمایا عشور صرف یہود و نصاریٰ پر ہے۔ پس یہ بات دلالت کرتی ہے کہ عشور (تمام ٹیکس) مسلمانوں سے اٹھا لیئے گئے اور یہ زکوۃ کے خلاف ہے“۔

(شرح معانی الآثار، ج:۲ص:۱۳)

امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ سورۃ الاعراف کی آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

”{وَلَا تَقْعُدُوا بِكُلِّ صِرَاطٍ} طريق {تُوعِدُونَ} تخوّفون الناس بأخذ ثيابهم أو المكس منهم {وَتَصُدُّونَ} تصرفون {عَن سَبِيلِ اللَّهِ} دينه (مَنْ آمَنَ بِهِ) بتوعدكم إياه بالقتل {وَتَبْغُونَهَا} تطلبون الطريق {عِوَجًا} معوّجة {واذكروا إِذْ كُنتُمْ قَلِيلًا فَكَثَّرَكُمْ وانظروا كَيْفَ كَانَ عاقبة المفسدين} قبلكم بتكذيبهم رسلهم: أي آخر أمرهم من الهلاك۔“

”اور نہ بیٹھو ہر راستے پر یعنی ایسا راستہ جس پر تم لوگوں کو ڈراؤ اور ان کے کپڑے لے کر یا ان سے ٹیکس لے کر اور تم نہ روکو اللہ کے راستے سے، اس کے دین سے، اور جو اس پر ایمان لے آیا تم اس کو قتل کرنے کی دھمکی دینے سے اور تم گمراہی کے راستے نہ ڈھونڈو اور یاد کرو جب تم تھوڑے تھے تو اللہ تعالیٰ نے تمہیں زیادہ کر دیا اور دیکھو فساد پھیلانے والوں کا کیسا انجام ہوا تم سے پہلے جب انہوں نے اپنے رسولوں کی تکذیب کی“۔

(تفسیر الجلالین، ج:۳ص:۳۹)

صاحب فیض القدیر امام مناوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

(((لا یدخل الجنة صاحب مکس)المراد به العشار وهو الذی یأخذ الضریبة من الناس قال البیهقی :المکس النقصان. فإذا انتقص العامل من حق أهل الزکاة فهو صاحب مکس))

"جنت میں ٹیکس لینے والا داخل نہیں ہو گا،(حدیث میں)اس سے وہ دسواں حصہ لینے والا مراد ہے جو لوگوں سے ٹیکس لیتا ہے۔امام بیہقی رحمہ اللہ نے فرمایا:مکس کے معنی نقصان کے ہیں۔جب عامل زکوۃ دینے والوں سے ان کا مال(ٹیکس لینے کی صورت میں)کم کر دے تو وہ ٹیکس لینے والا ہے"۔

(فیض القدیر،ج:٦ص:۴۴۹)

'' قال الطیبی: وفیه أن المکس من أعظم الموبقات وعده الذهبی من الکبائر ثم قال :فیه شبهة من قاطع الطریق وهو شر من اللص''

"علامہ طیبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں جو ارشاد ہے اس سے معلوم ہوا کہ ٹیکس ہلاک کرنے والے گناہوں میں سے ہے اور امام ذہبی رحمہ اللہ نے اس کو گناہ کبیرہ میں شمار کیا ہے پھر فرمایا یہ (ٹیکس لینا)مشابہ ہے راستوں کو قطع کرنے والے ڈاکوؤں کی مانند اور چور سے زیادہ بدتر ہے"۔

(فیض القدیر،ج:٦ص:۵۸۱)

امام ابو بکر الجصاص الحنفی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''وَكَذَلِكَ حُكْمُ مَنْ يَأْخُذُ أَمْوَالَ النَّاسِ مِنْ الْمُتَسَلِّطِينَ الظَّلَمَةِ وَآخِذِي الضَّرَائِبِ وَاجِبٌ عَلَى كُلِّ الْمُسْلِمِينَ قِتَالُهُمْ وَقَتْلُهُمْ إذَا كَانُوا مُمْتَنِعِينَ، وَهَؤُلَاءِ أَعْظَمُ جُرْمًا مِنْ آكِلِي الرِّبَا لِانْتِهَاكِهِمْ حُرْمَةَ النَّهْيِ وَحُرْمَةَ الْمُسْلِمِينَ جَمِيعًا. وَآكِلُ الرِّبَا إنَّمَا انْتَهَكَ حُرْمَةَ اللَّهِ تَعَالَى فِي أَخْذِ الرِّبَا وَلَمْ يَنْتَهِكْ لِمَنْ يُعْطِيهِ ذَلِكَ حُرْمَةً؛ لِأَنَّهُ

أَعْطَاهُ بِطِيبَةِ نَفْسِهِ۔ وَآخِذُو الضَّرَائِبِ فِي مَعْنَى قُطَّاعِ الطَّرِيقِ الْمُنْتَهِكِينَ لِحُرْمَةِ نَهْيِ اللَّهِ تَعَالَى وَحُرْمَةِ الْمُسْلِمِينَ؛ إِذْ كَانُوا يَأْخُذُونَهُ جَبْرًا وَقَهْرًا لَا عَلَى تَأْوِيلٍ وَلَا شُبْهَةٍ، فَجَائِزٌ لِمَنْ عَلِمَ مِنْ الْمُسْلِمِينَ إِصْرَارَ هَؤُلَاءِ عَلَى مَا هُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَخْذِ أَمْوَالِ النَّاسِ عَلَى وَجْهِ الضَّرِيبَةِ أَنْ يَقْتُلَهُمْ كَيْفَ أَمْكَنَهُ قَتْلُهُمْ، وَكَذَلِكَ أَتْبَاعُهُمْ أَمْوَالِ."

"اسی طرح ان ظالموں کا حکم بھی یہی ہے جو لوگوں پر مسلط ہو کر ان کے مال ناحق چھینتے ہیں اور ان سے ناجائز محصولات (ٹیکس) بٹورتے ہیں۔ اگر یہ لوگ طائفہ ممتنعہ (طاقتور گروہ) کی صورت میں ہوں تو ان کے خلاف قتال کرنا اور انہیں قتل کرنا تمام مسلمانوں پر واجب ہو گا۔ یہ لوگ تو سود خوروں سے بھی بڑے مجرم ہیں، کیونکہ یہ نہ صرف اللہ تعالیٰ کے احکامات کی حرمت پامال کرتے ہیں، بلکہ مسلمانوں کی حرمت کا بھی پاس نہیں کرتے۔ اس کے برعکس سود خور حکم الٰہی کی حرمت تو یقینا پامال کرتا ہے، لیکن سود دینے والے کی حرمت پامال نہیں کرتا، کیونہ وہ تو اپنی رضا سے سود دیتا ہے۔ ناحق محصولات لینے والے ان ظالموں کا حکم تو اُن رہزنوں (قطاع الطریق) کا سا ہے جو اللہ کی حدود کو بھی روندتے ہیں اور مسلمانوں (کے اموال) کی حرمت بھی پامال کرتے ہیں۔ یہ بھی رہزنوں کی طرح کسی تاویل یا شبہے کے بغیر جبراً و قہراً (مسلمانوں کا) مال غصب کرے ہیں۔ پس جو مسلمان بھی ایسے لوگوں کو جانتا ہو جو محصولات کے نام پر مسلمانوں کا مال ناحق لوٹتے ہوں اور اس پر مصر بھی رہیں، اس کے لئے جائز ہے کہ (ٹیکس دینے کے بجائے) کسی بھی ممکنہ طریقے سے ان ظالموں کو قتل کر ڈالے۔ اسی طرح ہر مسلمان کے لئے ان کے پیروکاروں و مددگاروں کو قتل کرنا بھی جائز ہو گا کہ جن کے بل پر یہ عام لوگوں سے ناحق مال چھیننے کی قابل ہوتے ہیں"۔

(احکام القرآن للجصاص: ج۳، ص: ۱۹۱)

عصر حاضر میں وہ علماء سوء جن کے مقدر میں طواغیت کی چاپلوسی ہی کرنا رہ گیا ہے، وہ ان طواغیت کی جانب سے مسلط کردہ ٹیکسوں کے "رفاہ عامہ" کے عنوان کے تحت یہ کہہ کر جائز قرار دیتے ہیں کہ ان سے حاصل ہونی والی رقوم عوام کی فلاح و بہبود پر خرچ ہونگی۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ مسلمانوں کے ان ٹیکسوں کی ادائیگی کو واجب قرار دیتے ہیں بلکہ ان کی ادئیگی نہ کرنے والوں مطعون اور گناہ گار سمجھتے ہیں۔

چناچہ اس مغالطے کا جواب استاذ المجاہدین امام ابو محمد عاصم المقدسی فک اللہ اسرہٗ یوں دیتے ہیں:

"اور رہا مسئلہ سلاطین کے کسی عالم کا ٹیکس کے محکموں میں کام کرنے کو جائز قرار دینا (کہ اس میں کوئی حرج نہیں)۔ اس دعوے کی بنیاد پر کہ مکس (ٹیکس) تو اسے کہا جاتا ہے جو چور اور ڈاکو بغیر کسی حق اور معاوضے کے زبردستی لیتے ہیں۔ یہ تو ناجائز ہے البتہ آج کل کی حکومتیں جو ٹیکس لیتی ہیں وہ (اس کے گمان کے مطابق) "رفاہ عامہ" کے کاموں میں خرچ کرتی ہیں۔ جیسے سڑکیں، پل، ہسپتال وغیرہ بنانے اور تعلیم وغیرہ پر... یہاں تک کہ وہ (عالم) اس نتیجے پر پہنچا کہ یہ تمام قسم کے ٹیکس یعنی وہ جبری ٹیکس نہیں (جس سے شریعت میں منع کیا گیا ہے)۔ لہٰذا ان کا ادا کرنا واجب ہے اور ان کی ادائیگی سے کترانا جائز نہیں۔ تو بلاشبہ یہ بصیرت کی کمی اور مسئلے کی حقیقت سے دوری کا نتیجہ ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ جب کوئی اسلام کے بنیادی اصول کو ہی بدل دے تو یہ لازمی طور پر ایسے فروعی مسائل میں بھی خرابی پیدا کرے گا۔ تو ہر صاحب بصیرت کو یہ صاف نظر آتا ہے کہ آج کل کے ملکوں میں انتہائی معمولی سی رقم ان (رفاہ عامہ کے) کاموں میں خرچ کی جاتی ہے کہ جن کا ذکر اس عالم نے کیا ہے۔ اور باقی سب تو حکام اور ان کی حکومتوں کی شہوتوں کے لئے خرچ کیا جاتا ہے اور ان (حکام و حکومتوں) کی اکثریت پر تو اللہ تعالی کا یہ فرمان صادق آتا ہے:

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا يُنفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ لِيَصُدُّوا عَن سَبِيلِ اللَّهِ

"یقینا وہ لوگ جو کافر ہیں اپنے اموال کو اللہ کے راستے سے روکنے کے لئے خرچ کرتے ہیں"۔ (الأنفال:٣٦)

پھر اگر اس (عالم) کے گمان کو سچ مان بھی لیا جائے کہ یہ اموال انہیں کاموں میں خرچ کیئے جاتے ہیں جن کے بارے میں اس نے کہا ہے۔ تو پوچھا جائے کہ کسی مسلمان کا مال اس کی دلی رضامندی کے بغیر جبری طور پر کس حق کے تحت چھینا جاتا ہے۔ حالانکہ اس نے اسے رفاہ عامہ کے کاموں سڑکیں، پل، ہسپتال اور تعلیم وغیرہ میں خرچ کرنے کیلئے نہ تو صدقہ کیا اور نہ ہی اپنی دلی رضامندی سے دیا اور یہ عالم کہاں بھاگ جاتا ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان سے:

''کسی مسلمان کا مال اس کی دلی رضامندی کے بغیر لینا حلال نہیں''۔

اور وہ عالم کہاں بھاگ جاتا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان سے:

''یقیناً تمہارے خون اور تمہارے مال تمہارے لئے ایسے ہی حرمت والے ہیں کہ جیسے تمہارا یہ دن (حجۃ الوداع کا دن) اور تمہارا یہ مہینہ (ذوالحجہ) اور تمہارا یہ شہر (مکۃ المکرمۃ) حرمت والا ہے''۔

حقیقت یہ ہے کہ اس طرح کے فتووں سے کہ جن پر کسی بھی قسم کی کوئی شرعی دلیل نہیں ہوتی، صرف اور صرف حکمرانوں کی خوشنودی اور لوگوں کے اموال و حقوق پر ظالموں کے تسلط کو شریعت اور فتوے کے نام پر جائز بنانا مقصود ہوتا ہے''۔

(اقتباس از فتویٰ ''سسٹم میں کام کرنے کے بارے میں شرعی حکم'' منبر التوحید والجہاد)

ہر خاص وعام کو اور خاص کر اہل علم حضرات کو احادیث کے ان نصوص اور سلف کے فتاویٰ پر غور کرنا چاہیے کہ جو کہ اس بات پر پوری طرح دلالت کرتے ہیں کہ مسلمانوں پر زکوۃ کی وصولی کے علاوہ کوئی اور ٹیکس نہیں ہے، وہ بھی جبکہ دار الاسلام ہو یعنی حاکم بھی مسلمان ہو اور قوانین اسلامی کا بھی مکمل اجراء ہو۔ آج جبکہ ٹیکس کا نفاذ ہی عالمی یہودی مالیاتی نظامی یعنی IMF اور World Bank کے حکم پر ہو رہا ہے تو کیا اہل علم اس مسئلہ کو عوام الناس کے سامنے بیان کریں گے...؟؟

اہل علم سے سوال

آج پوری دنیا میں کہیں دین اسلام کا نفاذ نہیں اور بلاد اسلامیہ پر حکومت کرنے والے اکثر حکمران کرپٹ اور عیاش ہونے کے ساتھ ساتھ کئی دروازوں سے کفر وارتداد میں داخل ہو چکے ہیں مثلاً الحکم بغیر ماانزل اللہ کے حکومت کرنا، شریعت کے نفاذ کے لئے کھڑے ہونے والوں کو تہہ تیغ کرنا، مسلمانوں کے قتل عام میں یہود و نصاریٰ کا ساتھ دینا اور مجاہدین فی سبیل اللہ کے مقابلے میں یہود و نصاریٰ کو ہر طرح کی عسکری و غیر عسکری سہولیات فراہم کرنا وغیرہ۔

اس ساری صورتحال میں موجودہ نظام محصولات (System of Tax) جو کہ فی نفسہٖ خود ایک ظلم و استبداد پر مبنی نظام ہے اور دوسری طرف یہ بات بھی طے شدہ ہے کہ ان محصولات کو رائج شدہ کفریہ و شرکیہ قوانین اور نظام کو جاری و ساری رکھنے اور نام نہاد دہشت گردی کے خلاف جنگ میں، جو کہ ایک صلیبی جنگ ہے، استعمال کیا جاتا ہے۔

جیسا کہ یہ ذکر آچکا ہے کہ محصولات یا ٹیکس کی ایک قسم تو وہ ہے جو کہ جبراً لی جاتی ہے مثلاً اشیاء خوردو نوش، بجلی و گیس وغیرہ کے بلوں، ڈیزل و پیٹرول کے فروخت پر، اور جس کی جبراً ادائیگی کے بغیر ایک محکوم و مجبور شخص کے لئے ضروریات زندگی کا حصول ناممکن ہو جاتا ہے اور دوسری قسم ٹیکس کی وہ ہے جس کی ادائیگی حکومت کو براہ راست کرنی پڑتی ہے اور حکومت اس کام کے لئے مختلف اداروں اور ان کے ماتحت کام کرنے والوں کو مقرر کرتی ہے، لہٰذا معاشرے کی عمومی روش بنائی جا چکی ہے کہ ٹیکس کی پوری ادائیگی کرنے والے کو "اچھا شہری" تصور کیا جاتا ہے اور اس میں کمی بیشی کرنے والے کو "چور" قرار دیا جاتا ہے۔ لہٰذا صورت مسؤلہ میں:

(ا) کیا ایک شخص کفریہ و شرکیہ نظام اور اس کی محافظ حکومت کی اعانت سے بچنے کے لئے معاشرے کے عرف کے مطابق "چور" بننا پسند کرے یا پھر اس کی اعانت کے ذریعہ "اچھا شہری" ہونا ثابت کرے...؟

(۲) کیا ایسے حکمرانوں کی طرف سے عائد کردہ محصولات کو برضا و رغبت ادا کرنا بطور ایک فرد امت محمدیہ ﷺ کے جائز ہے...؟

(۳) کیا ان محصولات کی ادائیگی کفر و ارتداد اور شرک کے ساتھ اعانت نہیں ہے...؟

(۴) کیا ان محصولات کی برضاو رغبت ادائیگی کرنے والے کا ایمان سلامت رہتا ہے...؟

یہ ہیں وہ سوالات جو کہ اہل علم اور فقہاء وقت سے مطلوب ہیں تو ہے کوئی ان سوالوں کا جواب دینے والا...؟؟

{وما توفیقی الا باللہ}

ٹیکس لینے والے سود خور سے بڑے مجرم ہیں

''اسی طرح ان ظالموں کا حکم بھی یہی ہے جو لوگوں پر مسلط ہو کر ان کے مال ناحق چھینتے ہیں اور ان سے ناجائز محصولات (ٹیکس) بٹورتے ہیں۔ اگر یہ لوگ طائفہ ممتنعہ (طاقتور گروہ) کی صورت میں ہوں تو ان کے خلاف قتال کرنا اور انہیں قتل کرنا تمام مسلمانوں پر واجب ہو گا۔ یہ لوگ تو سود خوروں سے بھی بڑے مجرم ہیں، کیونکہ یہ نہ صرف اللہ تعالیٰ کے احکامات کی حرمت پامال کرتے ہیں، بلکہ مسلمانوں کی حرمت کا بھی پاس نہیں کرتے۔ اس کے برعکس سود خور حکم الٰہی کی حرمت تو یقیناً پامال کرتا ہے، لیکن سود دینے والے کی حرمت پامال نہیں کرتا، کیونکہ وہ تو اپنی رضا سے سود دیتا ہے۔ ناحق محصولات لینے والے ان ظالموں کا حکم تو اُن رہزنوں (قطاع الطریق) کا سا ہے جو اللہ کی حدود کو بھی روندتے ہیں اور مسلمانوں (کے اموال) کی حرمت بھی پامال کرتے ہیں۔ یہ بھی رہزنوں کی طرح کسی تاویل یا شبے کے بغیر جبراً و قہراً (مسلمانوں کا) مال غصب کرتے ہیں۔ پس جو مسلمان بھی ایسے لوگوں کو جانتا ہو جو محصولات کے نام پر مسلمانوں کا مال ناحق لوٹتے ہوں اور اس پر مصر بھی رہیں، اس کے لئے جائز ہے کہ (ٹیکس دینے کے بجائے) کسی بھی ممکنہ طریقے سے ان ظالموں کو قتل کر ڈالے۔ اسی طرح ہر مسلمان کے لئے ان کے پیروکاروں و مددگاروں کو قتل کرنا بھی جائز ہو گا کہ جن کے بل پر یہ عام لوگوں سے ناحق مال چھیننے کی قابل ہوتے ہیں''۔

(امام ابو بکر الجصاص الحنفی رحمہ اللہ)